رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

ظلمتیں کافور ہوجائینگی اک دن دیکھنا | عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

ہفتہ میں دوبار شائع ہوتا ہے

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل
قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو۔

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

قیمت سالانہ پیشگی

الفضل

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔ حقیقۃ الوحی ۶۵

جلد ۳ | ۲۸ نومبر ۱۹۱۵ء | یک شنبہ | مطابق ۲۰ محرم ۱۳۳۴ھ | نمبر ۶۵

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی صحت درست ہے۔ فالحمد للہ ؛

خاندان نبوت میں عام طور پر بفضلہ خیریت ہے ؛

جلسہ سالانہ کی تیاریاں شروع ہوگئی ہیں اجناس اور سامانِ ضروری کی خرید کا اہتمام کیا جا رہا ہے بیرونجات کے احباب جلسہ فنڈ کیجانب جسقدر جلد توجہ فرمائیں بہتر ہوگا تاکہ بہم رسانی اشیاء میں سہولت ہو۔ وقت کے وقت بعض چیزیں ملنی بھی مشکل ہوتی ہیں ؛

منارۃ المسیح کی دوسری منزل قریب الختم ہے اس مد کی امداد کا بھی برادرانِ سلسلہ کو بلا توقف فکر کرنا چاہیئے تاکہ جلسہ تک تیار ہو سکے ؛

ایک تحریک ابھی دنوں ہوئی ہے کہ قادیان میں احمدی پریس

اخبار احمدیہ

موضع مونگ ضلع گجرات میں ایک مدرسہ احمدیہ راجہ فضل و راجہ خان محمد صاحبان کے دائرے میں کھولا گیا ہے فی الحال مولوی محمد صدر الدین صاحب مولوی فاضل مدرس ہونگے وہاں کی جماعت کو قرآن مجید کا درس بھی وہی دیا کرتے ہیں دوسرا مدرسہ کوٹھرہ میں کھولا گیا ہے۔ اس مدرسہ کے لئے زمین دو مرلے راجہ پاندھے خاں صاحب نے اور ایک بیلی لکڑی دی ہے۔ دو مرلے حافظ ولیداد صاحب نے دیئے۔ دو مرلے میاں محمد بخش صاحب درزی نے۔ ایک مرلہ اور کچھ لکڑیاں سردار خاں صاحب نمبردار نے اور ایک مرلہ اسندرمل ساہوکار نے بھی دیا ہے۔ امید ہے یہ مدرسہ بھی انشاء اللہ بارونق ہوگا۔ باقی امداد کا وعدہ مہتمم مدرسہ میاں عالم دین صاحب درزی نے کیا ہے۔ جزاہ اللہ۔ ابھی مدرس تجویز نہیں ہوا ؛

سمبڑیال ضلع سیالکوٹ سے محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں میں اکیلا احمدی ہوں اور سب مخالف ہیں جو بہت دل دکھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُن کا مددگار اور مخالفین کو ہدایت بخشے۔ احباب سے دعا کے لئے ملتجی ہیں ؛

بیرپور (پٹیالہ) سے فضل حسین صاحب خبر دیتے ہیں کہ رتن گڑھ (بیکانیر) کے ایک پیر صاحب آئے تھے جو اچھے تعلیم یافتہ سمجھدار اور بے تعصب آدمی ہیں۔ انھیں تبلیغ کی گئی۔ وفات مسیح کے قائل ہوگئے اور حضرت اقدس کے دعاوی کے متعلق کتب بینی اور تحقیق کا وعدہ کیا۔ نیز غیر احمدیوں کی ایک مجلس میں مہدی آخر زمان کی آمد کا سوال ہونے پر بڑی طمانیت بخش تقریر کی۔ اور حضرت صاحب کو ماننے کی ترغیب دلائی۔ جزاہ اللہ ؛

راہوں ضلع جالندھر سے عطا محمد صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں بعض معزز غیر احمدی اور ایک آریہ سماجی دوست نے بھی ہمارا انگریزی ترجمۃ القرآن خریدنے کا وعدہ کیا ہے۔ جب تیار

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

ہو کر پہنچیگا تو دیکھکر انشاء اللہ دوسروں کو بھی تحریک ہوگی۔ ہر جگہ کے احباب کو چاہیئے کہ اسی طرح اپنے ملنے والے غیر احمدیوں میں اشاعت ترجمہ کی کوشش کریں۔

سوقبح لدھیکے بیوین (لاہور) سے عبد العزیز صاحب امام مسجد خبر دیتے ہیں کہ وہاں سب بھائیوں نے ملکر عزیز عبد الحی مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا جزاہم اللہ۔

ضلع جالندھر کے ایک دوست نے جن کے نام کا ایک جزء لفظ علی ہے اپنا نام بدلنے کا ارادہ ظاہر کیا اور دوسرا تجویز فرمانے کی حضرت سے استدعا کی حضور نے جواب میں لکھایا کہ اول تو تبدیل نام کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ علی خدا کا بھی نام ہے لیکن اگر بدلنا ہی چاہیں تو عبد الرحمٰن نام رکھ لیں؛

جسوکی ضلع گجرات سے ایک صاحب شکایت کرتے ہیں کہ مجوزہ قانون رواج کے متعلق انکی دوستوں کو شرکت میموریل کی تحریک کی لیکن افسوس کہ ایک کے سوا کسی نے جواب تک نہیں دیا۔ جماعت کے اتحاد کا یہ اچھا موقعہ تھا جو گزرا جا رہا ہے۔ درحقیقت ابھی ہماری برادری میں وحدت کی روح جیسی چاہیئے پیدا نہیں ہوئی۔ حالانکہ بہت سی برکات کا اسی پر انحصار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ہماری ہر قسم کی کمزوریاں دور کرے۔ آمین؛

گوجرہ (لائلپور) کے سیکرٹری انجمن احمدیہ سید عابد علی شاہ صاحب کا پہلا بچہ فوت ہو چکا۔ اب اللہ تعالیٰ نے ایک اور لڑکا عطا فرمایا ہے۔ خدا کرے اس کا نعم البدل ثابت ہو اور بڑا ہو کر خادم دین بنے؛

برادر مکرم جناب معراج الدین صاحب چیف سنیٹری انسپکٹر کانپور نے بعض مولویوں کو ظہور مسیح ومہدی کی خوشخبری بذریعہ تحریر پہنچائی تو ان میں سے ایک نے کہا کہ دنیا پر طرح طرح کے عذاب جو آ رہے ہیں مرزا صاحب کو ماننے کی وجہ سے ہی ہیں۔ اگر آج احمدی انکو ماننا چھوڑ دیں تو سارے عذاب ٹل جائیں۔ ان لوگوں کی عقلیں کہاں گئیں! قرآن کریم کی نص صریح موجود ہے پھر اتنا نہیں سمجھتے کہ عذاب رسولوں کے آنے کے بعد ان کے انکار پر آیا کرتے ہیں نہ کہ ماننے پر۔ اصل یہ ہے کہ اگر چودھویں صدی کے مولوی ملا نے ہی انا تطیرنا بکم کہنے والے نہ بنیں تو مخبر صادق کی پیشگوئی کیونکر پوری ہو؟

سید ارتضیٰ علی صاحب طالب العلم قادیان حال وارد لکھنؤ بہت دنوں سے بیمار ہیں۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ صحت بخشے؛

لودیانوی بھائی محمد سردار خان ڈسٹرکٹ ڈاکٹر بیمار ہیں احباب سے درخواست دعائے صحت کرتے ہیں؛

جناب مکرم شیر زمان خان صاحب نائب تحصیلدار صوابی حال (رخصتی) وارد سرائے نعمت خان (ہزارہ) پر بیماری کا پھر سخت حملہ ہوا ہے۔ چلنے پھرنے سے معذور ہیں۔ خدا تعالیٰ شفائے کلی عطا فرمائے بڑے مخلص دوست ہیں اور تبلیغ کا خاص جوش وشوق رکھتے ہیں

فرانس کے احمدی احباب خدا کے فضل سے بخیریت ہیں اور برادران سلسلہ سے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وہاں انکو اپنی امان میں رکھے خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے گورنمنٹ عالیہ کو کامیابی ہو اور انہیں صحیح سلامت اپنے وطن مالوف کو آنا نصیب ہو۔ آمین

جلسہ سالانہ کی شرکت اور ضروریات جلسہ میں صدر انجمن کی اعانت کے متعلق بعض مقامات کے احباب میں تو سرگرمی وتوجہ پائی جاتی ہے مگر باقی انجمنوں اور جماعتوں نے ابھی اس طرف کچھ التفات نہیں کیا ضرورت ہے کہ ہر جگہ کے احمدی بھائی اس بارہ میں پوری توجہ اور ہمت سے کام لیں؛

لاہور سے میاں محمد سعید صاحب اپنے والد بزرگوار میاں چراغدین صاحب کی بیماری کی خبر دیتے ہیں۔ احباب ان کے واسطے ضرور خاص طور پر دعائے خیر کریں میاں صاحب قبلہ حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے خدام مخلص میں سے ہیں؛

ڈیرہ غازیخان کے احمدی احباب نے درس قرآن کا انتظام کیا ہے رات کے وقت لائبریری کے مکان میں ایک کورع روزانہ کا درس ہوتا ہے۔ حضرت خلیفہ اولؓ اور حضرت فضل عمر کے نوٹ ساتھ ساتھ پڑھے جاتے ہیں ترجمۃ القرآن کی اشاعت کے لئے بھی کوشش کر رہے ہیں جزاہم اللہ۔ پہرہ اول کا علی ایڈیشن یورپین حکام تک کی خدمت میں پیش کرنیکا ارادہ ہے خدا تعالیٰ ان کی ہمتوں میں برکت دے دیگر احباب بھی توجہ فرمائیں؛

فتاویٰ احمدیہ

نکاح کن باتوں سے ٹوٹتا ہے

ایک صاحب نے لکھا کہ فلان شخص اپنی بیوی کا نام بدلنا چاہتے ہیں کیا نکاح دوبارہ کریں؟

جواب۔ نام بدلنے سے نکاح میں فرق نہیں آتا۔ وہ تو دو ہی طرح ٹوٹ سکتا ہے ایک تو کوئی شخص اپنی بیوی کو خود طلاق دیدے۔ یا بیوی ہی خلع کرالے۔ دوسرے اس سے کہ مرد کافر ہو جائے۔ (مفہوم)

سر منڈانا اور بال کتروانا

ناگپور سے حافظ نور احمد صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا کہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی کے تذکرۃ المہدی میں سر منڈانے کو منافق کی نشانی بتلایا گیا ہے۔ میں پہلے سر پہ بال رکھا کرتا تھا مگر اب منڈوا دیا ہے۔ آیا پھر مثل سابق بال رکھ لوں یا منڈا لیا کروں؟

جواب۔ فرمایا وہاں سر منڈانے سے مراد استرے سے منڈوانا ہے۔ بال کتروا لینا نہیں۔ (بالفاظ راقم)

دعا دافع کرب

ایک دوست نے اپنے کسی ابتلا تشویش اور تکلیف کی شدت میں حضرت اقدس سے دریافت کیا کہ دل میں سخت گھبراہٹ رہتی ہے۔ نہ اندر نہ باہر نہ لیٹے نہ بیٹھے کسی جگہ کسی حال میں چین نہیں پڑتا۔ کبھی معلوم ہوتا ہے کہ جان نکلنے کو ہے کبھی یہ کہ دل میں ایک آگ سی پھنکی ہوئی ہے کیا پڑھا کروں جس سے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور تسکین قلب حاصل ہو؟

جواب۔ ارشاد ہوا لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین بہت پڑھیں؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم :

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۱۵ء

نیم ملانوں کی حقائقِ اسلام سے بیگانگی

عوام پر انکا بیجا تسلط

اس مہلک اقتدار کا خاتمہ کیونکر ہو؟

مخبرِ صادق حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس پُر فتن زمانہ کے متعلق جو خبریں دی ہیں ان میں تو علمائے وقت کی نسبت بھی یہ ارشاد ہوا ہے کہ وہ بدترین خلائق ہونگے (علماء ہم شر من تحت ادیم السماء) اور درحقیقت ایسے لوگ جو دین کے ستون۔ امت کے پیشوا اور ورثۃ الانبیاء کہلاتے ہیں اگر صحیح معنوں میں علومِ حقہ کے اہل اصول و اسرار شرعیہ کے واقف اور بہمہ وجوہ عاملانِ دینِ متین نہ ہوں تو پھر انکے بدترینِ خلائق ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے کیونکہ ایک معمولی انسان کی غلط کاری و جہالت تو بالعموم زیادہ تر اسی کی ذات تک محدود رہتی ہے لیکن جو مقتدائے قوم مانے جاتے ہوں ان کی خرابیوں کا اثر دور دور تک پہنچا کرتا ہے۔ اور جب چودھویں صدی میں نام نہاد علمائے دین کی یہ کچھ حالت ہونی تھی جس کے ماتحت وہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کے مصداق "العلماء" نہیں رہ سکتے تھے تو پھر نیم ملانوں اور ان بدنام کنندگانِ اسلام کا ذکر ہی کیا؟ جو ظاہری علوم دینیہ سے بھی چنداں بہرہ ور نہوں خشیۃ اللہ یا سچی خداترسی جو حقیقی دین و دانش کا خاصہ لازمی ہے اور علم صحیح کا نتیجہ ضروری۔ آخر الذکر لوگوں میں عنقا صفت ہونا کچھ بھی محل تعجب نہیں۔

لیکن آہ! کہ اس وقت قوم مسلم کا سواد اعظم ابھی ۔۔۔ ملانوں کے زیر اثر ہے جن میں سے بعض تو ۔۔۔ مصالح دین و ملت کو پس پشت ڈالکر خوش نشینہ باری نغمہ کو بالائے طاق رکھکر محض ابلہ فریبی کو اپنا منصب اصلی سمجھ بیٹھے ہیں بحالیکہ حقیقت میں وہ خود بھی

فریب خوردہ نفس

ہیں جس قوم کی باگ ایسے حضرات کے ہاتھ میں ہو اس کی گمراہی و تباہی میں کون سے امور مانع ہو سکتے ہیں؟ اور تاسف خیز و عبرت انگیز حالت کو پہنچکر اس کی تقدیر کے نوشتے پورے ہونے میں اس دور آخر سے بھی آگے اور کیا تاخیر و مہلت متوقع ہو سکتی ہے؟

معاندین سلسلہ حقہ کہینگے یہ تو وہی پُرانا مرزائی راگ ہے جو مدت سے سن رہے ہیں۔ لیکن خدا کے بندو! خدا سے ڈرکر ذرا اتنا تو سوچو کہ اب تو تمہاری اپنی زبانیں بھی علانیہ ہمارے خیال کی تصدیق کر چکی اور کر رہی ہیں۔ تمہارے اپنے متعدد لیڈروں نے بارہا کھلم کھلا اسبات کو قبول کر لیا کہ مسلمان سچ مچ کے نہیں بلکہ نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ بڑے بڑے اہل الرائے۔ پبلک سٹیج پر خاص اعزاز و امتیاز رکھنے والے اور اخباری دنیا کے فدایانِ قوم نے مان لیا کہ حاملانِ اسلام اس وقت نازک ترین افسوسناک حالت میں ہیں اور نہ صرف اپنی قوم کے لئے بلکہ خود مذہب کے واسطے بھی موجب ننگ و عار بنگئے ہیں ؛

حال میں ایک مشہور مسلمان ہمعصر جو سلسلہ احمدیہ کا پرانا مخالف ہے اپنے اک معزز نامہ نگار کے قلم سے بدین الفاظ

حق بر زبان جاری

کا مصداق ہوا ہے۔ "مقام تاسف ہے کہ نیم ملانوں نے جو اسلام کو اندر ہی اندر گھن کی طرح لگے ہوئے تھے اپنی ذاتی اغراض کی خاطر ۲۷ ٹکڑے کر کے چھوڑا۔ اور اپنی ان تھک کوششوں سے اس کی صورت کو بالکل بدل دیا اور اس کو ایسے لباس میں پیش کیا کہ ہر ایک صاحب فہم و فراست کو اس کا مضحکہ اڑانے کا موقعہ ملگیا۔"

جب یہاں تک نوبت پہنچ گئی اور قوم کے ایک حصہ نے اپنے احساس ہوشمندی اور معاملہ فہمی سے صورتِ حال کے اصل اسباب کا بھی بڑی حد تک پتہ لگالیا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ اب قوم اپنے تشخیص شدہ مرض کا چارہ کار نہیں سوچتی؟ اس بربادی بخش غفلت کے خطرناک نتائج میں کچھ بھی شک شبہ ہو سکتا ہے؟ اور وہ لوگ جنہیں خداتعالیٰ نے کچھ سوجھ بوجھ دی ہے بلکہ اصولی

اسباب نکبت

کی تہ تک انکی نظریں پہنچ گئی ہیں۔ کیا ان نتائج و مآل کار کے عنداللہ جواب دہ ذمہ دار نہونگے۔ اگر اب بھی عملی طور پر اسی جہالت کی دلدل میں پھنسے رہے جسمیں عوام بہت بری طرح پاگل ہو رہے ہیں۔ کیا ان کا یہ فرض نہیں کہ نیم ملانوں کے بیجا تسلط سے خود بھی چھٹکارا پانے کیلئے ہاتھ پاؤں ماریں اور اپنی قوم پر سے بھی انکا مہلک اقتدار اٹھانیمیں کوشاں ہوں۔ دونو طبقوں کیواسطے اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے اور امت مرحومہ کو منزل فلاح کیجانب رو براہ لانے کی بہترین سبیل اس وقت یہی ہو سکتی ہے کہ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

۔۔۔ اپنے دین و ایمان کی باگ آئندہ کے لئے ان لوگوں کے ہاتھ میں نہ دیں جنہوں نے اپنی غفلت

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ سے دین و ملت کی یہانتک نوبت پہنچائی ہے۔ بلکہ خداتعالیٰ کی عطا کردہ عقل و فہم سے کام لیکر خود بھی دین و مذہب کی واقفیت پیدا کریں۔ قرآن کریم جو بنائے اسلام ہے اس کا نہ صرف علم سیکھیں بلکہ اس پر حتی الامکان عمل کو بھی اپنا لازمہ زندگی بنائیں۔ جب تک مسلمانوں میں اس اشد ضرورت کا احساس واقعی پیدا نہ ہوگا ہرگز ہرگز ان کی اصلاح حال نہیں ہو سکتی احساس واقعی ہم نے اس لئے کہا کہ زبانی باتوں سے تو اب بھی انمیں کے بہتیرے، ان نشیب و فراز کے مبصر اور امور واقعی کے مصدق ہیں جو آج پیدا نہیں ہوئے بلکہ برسوں سے موجود ہیں۔ عام ۔۔۔ ملانوں کے اقتدار و تسلط کے اثر سے یہی نہیں کہ مسلمانوں

کہ دنیوی حالات سخت تاسف خیز و عبرت انگیز ہیں بلکہ ان کا دین بھی از حد معرض خطر میں پڑگیا ہے کیونکہ انہیں خود تو امور مذہبی کے سمجھنے میں اپنا وقت اور دماغ خرچ کرنیکی ملاں لوگوں نے بنفس نفیس دین و ایمان کے ذمہ دار ٹھیکہ دار بنکر ضرورت ہی باقی نہیں رہنے دی۔ اور یہ حضرات علم لوگوں کو ایسی باتوں سے آگاہ کیوں کرنے لگے جس سے حقیقت حال پر سے پردہ اٹھے۔ انکی قلعی کھلے اور حلوہ مانڈے میں فرق آئے۔ اگر یہ کیفیت نہ ہوتی تو آج جبکہ خدا اور رسول کے بتلائے ہوئے تمام نشان پورے ہو چکے ہیں مسیح و مہدیؑ کو شناخت و قبول کرنے میں انہیں اتنی دقت پیش نہ آتی۔ مگر الحمد للہ کہ گو اپنے اجارہ داران نجات کے لحاظ یا اپنی بات کی پیچ میں انکی زبانیں حق پوشی کی خوگر ہوں لیکن انکے دل صداقت کی ضرب سے زخم خوردہ ہو چکے ہیں اور رفتہ رفتہ ابھی بیسیوں ہزار ہا سعید الفطرت انسان ادھر سے ٹوٹ ٹوٹ کر بفضل خدا ادھر چلے آرہے ہیں۔ کاش کہ سلسلہ عالیہ کے مخالف بھی سمجھیں کہ خدائے تعالیٰ جو صدق و حق کا حامی ہے اور کاذبوں مفتریوں کو ذلیل کرنے نامراد رکھنے میں بڑا غیور۔ وہ اس جماعت کو کیوں دن بدن بڑھا رہا ہے اور مخالفوں کا زور کس واسطے گھٹا رہا ہے ؟ فتدبروا +

بچوں کو بھی لائیں

معزز ہمعصر نور کی یہ نیک تحریک واقعی قابل توجہ ہے کہ احمدی احباب سالانہ جلسہ کے موقعہ پر تشریف لائیں تو حتی الوسع اپنے بچوں کو بھی ساتھ لائیں تاکہ مرکز سلسلہ کے ساتھ محبت ابھی سے انکے دلوں میں پیدا ہو۔ اور وہ وقت جلسہ کے سبب انہیں سر زمین دارالامان میں دل لگنے کے سامان بچشم خود دیکھنے کا موقعہ ملے۔ پھر انہیں سے جو قابل تعلیم ہوں انکو سکول میں داخل کرائیں۔ کیونکہ احمدیوں کی نئی پود کے واسطے کیا بلحاظ تعلیم اور کیا بلحاظ دینی تربیت اور پاک صحبت کے اس سے بڑھ کر کوئی جگہ دنیا کے پردہ پر نہ ملے گی +

۴½ کروڑ روپیہ روزانہ

مسٹر ایسکوئتھ کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آجکل جنگ پر ۴ کروڑ ۵۲ لاکھ پچاس ہزار روپیہ روزانہ خرچ ہو رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ دیگر متخاصمین کا بھی اسی نسبت سے کروڑہا روپیہ دیو حرب کی بھینٹ چڑھ رہا ہوگا یہ گرانبار نقصانات آخر کیوں دول یورپ کو برداشت

کرنی پڑی ؟ ہر طاقت کیطرف سے اس کا جواب یہی ہے کہ حفاظت و حمایت حق کی خاطر " مگر کاش کہ حق کو صرف سیاسیات ہی میں محدود نہ سمجھا جاتا تو ابنائے جنس کی تمدنی اخلاقی و روحانی اصلاح کے ذریعہ اپنے اپنے ممالک و اقوام کی کتنی عظیم الشان خدمت ہوسکتی۔ اور لاکھوں جانوں کا بھی زیان نہ ہوتا۔ مگر خدا کی حکمت و مصلحت کے بھید کون سمجھ سکتا ہے۔ بادشاہ بھی ظل اللہ کہلاتے ہیں۔ انکی رموز مملکت بھی وہی جانیں +

پنجاب پریس ایسوسی ایشن کا ایک ضروری ریزولیوشن

انجمن مندرجہ عنوان نے حال میں ایک جلسہ خاص منعقد کرکے اس مضمون کا ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ ان دنوں چونکہ گورنمنٹ عالیہ کو جنگ میں کامیابی اور تکمیل فتح کی غرض سے آدمیوں اور اسلحہ کی بہت ضرورت ہے اسواسطے اہل ملک کو رنگروٹوں کے بہم پہنچانے اور کار رفاہ کو سامان جنگ کی تیاری میں کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنا چاہیئے" یہ ریزولیوشن فی الواقعہ ہر طرح قابل تائید ہے اور پنجاب کیطرح دیگر صوبجات میں بھی وفاداری و جان نثاری کے ایسے ہی خیالات پھیلانے کی از بس ضرورت ہے مگر اسکے ساتھ اتنا اور ایزاد کرنیکی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ سرکار کیطرف سے رنگروٹوں کو بھرتی کرنیوالے اشخاص ایسے سمجھدار۔ سلیم الطبع۔ اور محتاط لوگ ہوں کہ عوام میں انکی کسی کارروائی سے غلط فہمی و تشویش پھیلنے کا احتمال نہ رہے اور جو اشخاص جہالت یا شرارت سے اس کام میں کسی قسم کے موانع پیدا کریں انکی تنبیہ و فہمائش بھی صرف سیاست کے رنگ میں نہیں بلکہ شفقت کا پہلو بھی لئے ہوئے ہو کیونکہ کسی مادہ فاسد کے دبانے میں ذرا سے ترکیبی یا اعتدال سے تجاوز ہو جائے تو بعض اوقات گندے مواد اور بھی تکلیف دہ ہو جایا کرتے ہیں +

سمت اور سن ۱۹۱۴ کی خاصیت

علیگڈھ کے ایک جوتشی نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ۱۹۱۴ کا سال یعنی کا سمت کا باعث ہوتا ہے سمت ۵۷ء میں چونکہ ہندوستان کا مروجہ بکرمی ۱۹۱۴ تھا تو یہاں بدامنی پھیلی تھی۔ اور اب کے ۱۹۱۴ چونکہ سن عیسوی کا تھا اسواسطے یورپ میں جنگ و جدال کی گرم بازاری ہے۔ اسی طرح اول الذکر شورش بھی پھر گرمیوں (ماہ مئی کے شروع) میں ہوئی تھی اور محاربہ یورپ کی تشویش کا آغاز بھی اسی موسم (ابتدائے جون) میں ہوا۔ افسوس کہ جوتشی صاحب نے سن ہجری کو خدا جانے کیوں نظر انداز کردیا شاید ۱۹ سو کی بھی شرط ہو جسمیں ابھی صدیاں باقی ہیں گو ممکن ہے کہ علمی طریق پر بھی یہ باتیں کسی قدر وقعت کے قابل ثابت ہو سکیں لیکن بظاہر تو محض اتفاقی لطائف معلوم ہوتے ہیں خاصکر جبکہ بے نتیجہ ہیں۔ دنیا کو ان سے کیا حاصل ہو سکتا ہے ؟ بحالیکہ غافل اہل دنیا تو خود خدائے قادر و قاہر کی کھلی کھلی اور ثابت شدہ آیات محکمات سے بھی سبق عبرت نہیں لیتے۔ مثلاً یہی کہ عذاب الٰہی نہیں آیا کرتے تاوقتیکہ خدا کی طرف سے کوئی رسول نہ آئے۔ اب لوگوں کی ضد اور ناخدا ترسی کا یہ عالم ہے کہ برسوں سے طرح طرح کے مصائب و آفات میں عذاب عذاب کی تو واویلا مچاتے ہیں مگر نزول عذاب کے متعلق سنت اللہ پر ذرا دھیان نہیں کرتے +

گلوب پھر جاری ہوگیا

۱۷۔ نومبر کے الفضل میں لنڈن کے جس مشہور و معروف آزاد نگار اخبار کی ضبطی کا ذکر ہوا تھا۔ اسکے متعلق ۲۲۔ نومبر کا پیام برقی ظاہر کرتا ہے کہ پھر بدستور شائع ہونے لگا ہے لیکن اس کو از سر نو اجراء کی اجازت اس طرح حاصل ہوئی کہ گورنمنٹ عالیہ سے معافی طلب کی اور لارڈ کچنر کے متعلق جو بیانات اس نے اپنی صاف گوئی کے زعم میں بے سوچے سمجھے شائع کردیئے تھے حالانکہ وہ مصالح ملکی اور شاید واقعات کے بھی خلاف تھے۔ بعجز و ادب واپس لینے پڑے +

ہندوستان میں بھی بعض حریت پرستوں کو بار بار یہی خفت و ندامت نصیب ہو چکی ہے اور آخر حکام کے حسب منشاء اپنا قابل اعتراض رویہ بدلنا ہی پڑا۔ کاش اہل وطن اب بھی سمجھیں کہ ملک و قوم کی ترقی گورنمنٹ سے ضد بحث ٹھاننے اور دور از کار بلند پروازیوں سے پبلک خیالات پراگندہ کرنے میں نہیں بلکہ ابنائے ملک و ملت کی روحانی اخلاقی۔ تمدنی اور اقتصادی اصلاح سے ہو سکتی ہے لیکن افسوس کہ لوگوں کی طبائع عام طور پر حقیقی فلاح و بہبود کے اصولوں سے کچھ بیگانہ سی ہو گئی ہیں یہ حالت نہ ہوتی تو ظہورِ مامور کی کیا ضرورت تھی اور اسکے انکار پر پے در پے عذاب کیوں آتے ؟ +

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

نمبر ۲

یہ خیال کرنا ایک غلطی ہوگی کہ تمام گھروں میں اعلیٰ درجہ کے خیالات اور علمی قابلیت رکھنے والے مرد اور ویسی ہی تعلیم و تربیت یافتہ عورتیں رہتی ہیں اور یہ بھی غیر ممکن ہی نہیں بلکہ عملی طور پر قطعاً غیر ممکن ہے کہ ہر شخص کے تمام تمدنی، اخلاقی اور مذہبی حالات یکساں ہیں۔ ہم اپنے گھروں میں روزمرہ دیکھتے ہیں کہ بعضوں کے ہاں وسائل معیشت اس قدر تنگ اور محدود ہیں کہ گزارہ بھی مشکل سے چلتا ہے اور ان کے برخلاف دوسروں کے ہاں خدا تعالیٰ کا ایسا فضل شامل حال ہے کہ ان کے طفیل کئی اور غریب کنبوں کا بھی پیٹ پلتا ہے۔ پھر تمدن اور معاشرت کے لحاظ سے دیکھو تو باوجود شرافت نسبی اور خوشحالی و فراغبالی کے بھی بعض خاندانوں میں مذموم رسوم و عادات نے دخل پا رکھا ہے اور وہ ان میں گویا بالکل بے بس اور ایسے مجبور ہو کر پھنسے ہوئے ہیں کہ اگر ان کے قابو میں ہو تو یک قلم تمام جاہلانہ رسوم کو ترک کرکے فضولیات اور لغویات سے پاک بالکل سادہ طرز معاشرت اختیار کریں جس میں ان کی حالت موجودہ کو زمین آسمان کا فرق ہو۔ یہی کیفیت اخلاقی حالات اور مذہبی خیالات کی ہے۔ گویا گھر گھر میں جدا آئین شرافت اور مراسم دینداری کا سکہ چلتا ہے۔

یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ احمدی جماعت میں حضرت مسیح موعودؑ کی پاک تعلیمات کی برکت سے بہت سی خرابیوں کی اصلاح ایک بڑی حد تک ہو گئی ہے اس لئے انکے گھروں میں جہاں میاں بیوی بچے اور خویش اقرباء کے سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں اس قسم کا اختلاف حالات و خیالات کہیں شاذ و نادر ہی پایا جائیگا۔ عام طور پر وہی سیدھی سادی سلامتی، اعتدال کی زندگی اور یکسانیت و ہمرنگی دیکھنے میں آئیگی جس کی اس غریب جماعت کو ضرورت ہے۔ گو اس میں ابھی اصلاح و ترقی کی بڑی گنجائش ہو۔ اور ہمارا مدعا انہی امور سے بحث کرنا ہے جو باوجود احمدی ہونیکے بعض گھرانوں میں ہنوز محتاج توجہ ہوں۔ جیسا کہ شروع میں عرض کیا گیا ظاہر ہے کہ نہ تو سارے مرد فرشتے یا عالی الشان کامل ہیں نہ ساری عورتیں بلکہ ان کے علمی اخلاقی مذہبی اور تمدنی حالات و خیالات کے بھی بیشمار مدارج ہیں جنہیں ایک سطح پر کسی طرح نہیں لا سکتے۔ پس ہر ایک ہوشمند، غیور اور خدا ترس و عاقبت اندیش دینی بھائی اور بہن کا فرض یہ ہونا چاہیئے کہ جن باتوں کی تعدیل، اصلاح اور ترقی اسلامی نقطہ نظر سے مقدم اور اہمتر ہو ان کی جانب اپنی توجہ زیادہ مبذول رکھیں۔ اور ان سب کا ماحصل یہ ہو کہ مرد و عورت یا زن و شوہر ہونیکے لحاظ سے ایکدوسرے کا لباس بننے کی کوشش کریں جیسا کہ مضمون ہذا کا عنوان بتلا رہا ہے۔

قبل اس کے کہ مفہوم لباس کی مزید توضیح کیجائے یہ ظاہر کر دینا نہایت ضروری ہوگا کہ جن حرکات یا خیالات سے انجام کار کوئی دینی خرابی پیدا ہونیکا اندیشہ ہو یا جو منافی غیرت و حمیت اور تقویٰ و طہارت کے خلاف ہوں گو کچھ ان کی اصلاح اور روک ٹوک میں بھی دور اندیشی، اعتدال اور حکمت عملی و صلاحیت سے کام لینے کی تو بیحد بڑی ضرورت ہے کیونکہ بعض اوقات بعض ابتدائی اختلاف طبائع یا غلط فہمی یا اتفاقی شکر رنجی یا بدظنی کی بنا پر بے اعتدالی و شتابکاری اختیار کرنے سے اچھے اچھے بلند نام خاندانوں میں ناقابل تلافی خرابیاں پیدا ہو کر سخت تباہ کاری و فضیحت تک نوبت پہنچ جایا کرتی ہے۔ تاہم ایسی باتوں میں جو خواہ ابتداً معمولی اور چھوٹی ہی کیوں نہ ہوں لیکن اصول دین اور غیرت ایمانی کے منافی ہوں بیبیوں بچوں یا دیگر متعلقین سے بالکل چشم پوشی اختیار کرنا ہرگز اس مفہوم لباس کے ماتحت جو خدا تعالیٰ کا منشاء ہے کوئی قابل تحسین پردہ پوشی نہیں بلکہ اسے جائز بھی نہ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ گو ابتداء میں اس غلطی کا کوئی خطرناک اثر معلوم نہ ہو مگر آخر کار اس کے نتائج ضرور طرفین کے واسطے بے حمیتی اور بے پردہ دری کا موجب ہونگے خواہ وہ بے پردہ دری امور خانہ داری کے لحاظ سے ہو یا اخلاقی رنگ میں یا روحانی حالت زوال پذیر ہونے اور مصالح دینی میں رخنہ پڑنے سے۔ بہر حال غلط راہوں پر چلنے سے روک ٹوک کرنا امر معیوب نہیں بلکہ ازبس ضروری ہے حتیٰ کہ ہر شوہر ہر باپ بھائی اور ہر گھر کے بڑے بوڑھے کا یہ ایک اہم فرض ہے۔

اگر آج ہم بیجا لحاظ و مروت اور اپنی اخلاقی کمزوری کے سبب ایک دوسرے کی نامناسب حرکات و خیالات کی اصلاح سے بے پرواہی اختیار کریں اور اس کا نام پردہ پوشی رکھیں تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ ہم اپنے انہی عزیزوں کی کسی اور موقعہ پر غیروں کے ہاتھ سے پردہ دری و فضیحت چاہتے ہیں۔ کیونکہ جب شروع میں انکے کسی ایسے نقص کی درستی نہ ہوئی تو ظاہر ہے کہ وہ اندر ہی اندر بڑھتا جائیگا اور ایک دن ضرور موجب ندامت ہوگا۔ ہاں غلطیوں اور نامناسب حرکات و خیالات کی روک ٹوک یا اصلاح کے متعلق اس بات کا ضرور خیال رہنا چاہیئے کہ وہ حتی الوسع ناگوار دل آزار پیرایہ میں نہ ہو اور دوسروں کے سامنے بے وقری و بدنامی کا موجب ہو۔ جو نیک صلاح تخلیہ میں نرمی سے دیجائے اس کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔ اور مجمعوں میں قائل یا ذلیل کرنے سے بعض اوقات انسان کو الٹی ضد چڑھ جاتی ہے۔ اور باہمی ملال خاطر یا کدورت بڑھتے بڑھتے پھر دلوں کا ملنا سخت دشوار ہو جاتا ہے۔ بہت کم خاندان ایسے ہونگے جنہیں اندر باہر کے سارے کام دھندے کرنیکو نوکر چاکر باندی غلام لگے ہوئے ہوں۔ غربا بیچارے تو کس گنتی میں ہیں معمولی سفید پوشوں بلکہ اوسط درجہ کے فارغ البال لوگوں کو بھی اپنے اکثر کام خود ہی انجام دینے پڑتے ہیں یعنی کھانا پکانا، سینا پرونا اور بچوں کا رکھنا رکھانا گھروں کی رہنے والی بیویوں کے ذمہ اور روزی کمانیکے لیے محنت مزدوری نوکری یا کاروبار تجارت نیز سودا سلف ضروریات خانہ داری بازار سے لا کر دینا مردوں کے ذمہ۔ ان بیشمار قسم کے مشاغل اور تفکرات میں ہر گھڑی بات بات پر امکان ہے کہ ایکدوسرے کے خلاف طبع کوئی حرکت ناگوار سرزد ہو کر باہم شکر رنجی و نفاق پیدا کر دے اس خطرہ کا مٹانا ازبس ضروری ہے مگر رفع شر کی تدبیر جتنی دور اندیش سمجھداروں کے واسطے سہل و ممکن العمل ہے اتنی ہی انکے لیے دشوار بھی جنکے مزاجوں میں بے مروتی، رکھا پن، خودبینی اور جلد بازی ہو۔ جب مرد کے سر پر بھی بہت سے تفکرات کا بار ہے اور عورت کے ذمہ بھی گھر داری کے تمام دیکھ بھال لگے ہوئے ہیں تو کبھی نہ کسی بات میں کبھی نہ کبھی تو طرفین سے فروگذاشت اور کمزوری ظاہر ہوتی ہی رہیگی۔ لیکن ایسی باتوں سے زیادہ اندیشناک حالات تک نوبت پہنچنے کا خطرہ بآسانی

(بقیہ دیکھو صفحہ ۷ کالم ۳ پر)

ومبشرًا برسولٍ یأتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

مسیح موعودؑ کی آمد

(از اسسٹنٹ ایڈیٹر)

اس زمانہ میں جبکہ کفر وضلالت گمراہی و بےدینی بڑے زور سے محیط عالم تھی۔ لوگ خدا تعالیٰ سے دور ہو چکے تھے۔ احکام شریعت پر عمل در آمد اٹھ گیا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کے سچے اور پاک مذہب اسلام پر دیگر مذاہب والے تو الگ رہے خود مسلمان کہلانے والے ایسے ناپاک اور گندے اعتراض کر کے لوگوں کو گمراہ کر رہے تھے۔ کہ جنکو سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ اسلام غلطیوں اور لغویات بیجا سے ملتبس ہو چکا تھا۔ نور ایمان لوگوں کے دلوں سے نکل چکا تھا۔ اور ہر طرف گمراہی اور ضلالت اپنا دام پھیلائے نظر آتی تھی ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ جو ہمیشہ سے اپنی مخلوق کی ایسے خطرناک وقت میں دستگیری فرماتا رہا ہے۔ اس وقت بھی فرماتا۔ اور کسی برگزیدہ انسان کو بھیجکر گم گشتگان راہ ہدیٰ کو صراط مستقیم دکھاتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خدا تعالیٰ نے اس عظیم الشان انسان کو بھیجدیا۔ اور خاصکر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اور واضح طور پر بتا دیا تھا وہ انسان یعنی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام آیا۔ اور زبردست نشانات کے ساتھ اپنی صداقت کا سکہ بٹھا گیا۔ ہر طرف سے اس کی سچائی ظاہر ہوئی زمین اس کے لئے شق ہوئی۔ آسمان اس کے لئے ہلایا گیا۔ دریا اس کے لئے چیرے گئے۔ پہاڑ اس کے لئے اڑائے گئے۔ طاعون اور دیگر امراض شدیدہ اس کے لئے بھیجی گئیں لیکن دنیا اور غافل دنیا نے اس فرستادہ خدا کی باتوں پر کان نہ دھرا۔ بلکہ اسی شیوہ انکار و تکفیر کو اختیار کیا جو ان سے پہلوں نے انبیاء کرام کے مقابلہ میں اختیار کیا تھا کاش یہ لوگ سوچتے اور غور کرتے تا اس آب حیات سے مستفیض ہوتے جو آسمان سے ان کے لئے نازل کیا گیا تھا۔ دیگر مذاہب والے جنہیں پہلے ہی اسلام سے بُعد اور دوری ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) صادق ہی نہیں سمجھتے۔ انہوں نے اگر حضرت مسیح موعودؑ کے قبول کرنے میں پس وپیش کی۔ اور حیل و حجت سے اس صداقت کو قبول کرنے کے بجائے ٹالدیا۔ تو اس قدر افسوس کی بات نہیں جس قدر ان لوگوں پر افسوس ہے۔ جو مسلمان کہلاتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا دم بھرتے ہیں۔ ان کا مسیح موعود علیہ السلام کو قبول نہ کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانا ہے۔ کیونکہ ایسا انسان جس کی آمد کی خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دی۔ اور ساتھ ہی اس کے پہچاننے کی بھی علامات بتا دیں۔ جو پوری ہو رہی ہیں۔ اس کا انکار کرنیوالا دراصل آنحضرت صلعم کا ہی انکار کرتا ہے۔ کاش منکر اس پر غور کرتے لیکن جس شخص کے دل میں آنحضرت صلعم کی عزت وعظمت ہو۔ آپ کے احکام کی بجا آوری کو اپنا فرض جانتا ہو۔ شریعت اسلام کا پابند ہو۔ اور سب سے بڑھکر یہ اس کے دل میں نور ایمان ہو۔ وہ جو کچھ کہتا ہے کرتا بھی ہو۔ وہ غور کر سکتا ہے۔ دوسرا نہیں۔

اس وقت مسلمانوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے میں جو بڑی روک ہے۔ وہ یہ ہے کہ انہوں نے از خود کچھ اس قسم کی علامات مسیح موعودؑ کے متعلق قرار دے رکھی ہیں جو نہ کبھی پوری ہو سکتی ہیں۔ اور نہ ان کا مصداق مسیح موعود کبھی آسکتا ہے۔ اور یہ ٹھوکر انہیں اس وجہ سے لگی ہے۔ کہ حضرت مسیح کے دوبارہ دنیا میں آنے کے متعلق احادیث میں بطور استعارہ جو پیشگوئیاں بیان کی گئی ہیں ان کا لفظ بلفظ پورا ہونا انہوں نے ضروری سمجھ رکھا ہے حالانکہ یہ ایسی صریح غلطی ہے۔ جس کو معمولی عقل کا انسان بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ کیونکہ پیشگوئیوں میں ہونے والے واقعات کے تمام پہلوؤں کو بیان نہیں کیا جاتا۔ بلکہ بعض پہلو پردہ اخفا میں بھی رکھے جاتے ہیں۔ تاکہ ظاہر پرست اور حقیقت شناس لوگوں میں تمیز ہو جائے۔ اور مومنوں اور منافقوں میں امتیاز ہو سکے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ لوگ جن کی نگاہ پیشگوئیوں کے ظاہری الفاظ پر ہوتی ہے پیشگوئیوں کے ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور صداقت کو قبول کرنے سے بےنصیب رہ جاتے ہیں۔ پس جبکہ یہ ایک مسلمہ بات ہے۔ کہ ہر ایک پیشگوئی اپنے ظاہری الفاظ کے مطابق پوری نہیں ہوا کرتی تو حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں۔ ان کا ظاہرہ طور پر حرف بحرف پورا ہونا کیوں لازمی خیال کیا جاتا ہے۔ اور کیوں یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ جب تک یہ علامات الفاظ کے مطابق پوری نہ ہو جائیں۔ مسیح موعود نہیں آسکتا۔ کیا اس میں کسی کو شک ہے۔ کہ یہود جو حضرت مسیح ناصری کو قبول کرنے سے بےنصیب رہے اس کی یہی وجہ ہوئی کہ انہوں نے مسیح کی آمد کے متعلق جو علامات مقرر کی تھیں ان کو ظاہری الفاظ پر محمول کیا۔ جو اس رنگ میں پوری نہیں ہوئیں۔ مثلاً بائبل میں پیشگوئی تھی۔ کہ دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجونگا۔ اور وہ باپ دادوں کے دلوں کو بیٹوں کی طرف اور بیٹوں کے دلوں کو ان کے باپ دادوں کی طرف مائل کریگا۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ میں آؤں۔ اور سرزمین کو لعنت سے ماروں"۔ ملاکی باب ۴ آیت ۵ و ۶۔ اس پیشگوئی کے مطابق یہود اس بات کے منتظر تھے کہ پہلے ایلیا آسمان سے اتر کر امن امان قائم کریگا۔ اور تمام لوگوں کے دلوں سے حسد۔ کینہ اور بغض دور کر دیگا۔ امن وامان اور دولت وآسائش مہیا کر دیگا۔ پھر اس کے بعد مسیح آئیگا۔ لیکن ایسا نہ ہونا تھا نہ ہوا۔ اس لئے ان کی ظاہر پرستی نے انکو ضلالت کے تاریک گڑھے میں گرا دیا۔ اور وہ حضرت مسیح کے قبول کرنے سے بےنصیب رہے۔ یہودی آجتک رو رو کر اور بڑی عاجزی سے ایلیا کے آنے کی دعائیں مانگتے ہیں۔ اور منتظر بیٹھے ہیں کہ کب وہ آسمان سے اترے لیکن یونہی یہ ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔ اور قیامت تک کرتے رہینگے۔ اور کبھی اپنے مزعومہ ایلیا کو نہ پا سکینگے۔ کیوں! اس لئے کہ انہوں نے ظاہر پرستی کو مضبوطی سے اختیار کیا۔ اور حقیقت کو چھوڑ دیا جس ایلیا کے منتظر تھے وہ تو آگیا۔ مگر جس طرح اسکا آنا انہوں نے سمجھ رکھا تھا اس طرح وہ

نہ آیا۔ اس لئے انہوں نے اس کو قبول نہ کیا۔ اسی طرح اگر اس زمانہ میں مسلمان بھی پیشگوئیوں کے ظاہری الفاظ کے پیچھے پڑے رہے۔ تو ان کا بھی وہی انجام ہوگا جو ایلیا کی آمد کا انتظار کرنیوالوں کا ہوا۔ بلکہ ان سے بھی بدتر۔ کیونکہ یہود کے پیش نظر تو بائبل کے وہ الفاظ بھی تھے۔ جن میں صاف طور پر ایلیا نبی کا آسمان پر اٹھایا جانا لکھا تھا جو یہ ہیں کہ "ایسا ہوا کہ جونہی وہ دونوں (الیسع اور ایلیا) بڑھے اور باتیں کرتے چلے جاتے تھے۔ تو دیکھ کہ ایک آتشی رتھ اور آتشی گھوڑوں نے درمیان آکے ان دونوں کو جدا کر دیا۔ اور ایلیا بگولے میں آسمان پر جاتا رہا" ۲ سلاطین باب ۲ آیت ۱۱۔ اس عبارت سے بظاہر صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایلیا آسمان پر اٹھایا گیا تھا۔ اور پھر اس کے بھیجنے کا وعدہ بھی تھا۔ اور اس طرح یہود کو دھوکا لگا۔ اور انہوں نے حضرت مسیح کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ گو یہود کے لئے بائبل کے الفاظ کی وجہ سے کسی قدر مشکلات تھیں لیکن اگر وہ حقیقت آشنا ہوتے اور ظاہر پرستی کی بلا میں نہ پھنستے۔ تو حضرت مسیح کے اس قول کو ضرور قبول کر لیتے کہ وہ ایلیا جس کے آسمان سے اترنے کا تمہیں انتظار ہے۔ وہ یہی یحییٰ زکریا کا بیٹا ہے۔ مگر اس بات کو انہوں نے بناوٹی سمجھا۔ اس لئے اسکے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور ابدالآباد کے لئے گمراہی کے گڑھے میں گر گئے۔ لیکن مسلمانوں کے سامنے حضرت مسیح موعودؑ کے قبول کرنے میں اس قسم کی کوئی دقت نہیں ہے۔ قرآن شریف میں یہ کہیں نہیں لکھا۔ کہ مسیح ناصری (علیہ السلام) زندہ آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ اور وہی دوبارہ دنیا میں بھیجا جائیگا بلکہ اس کے مقابلہ میں صاف طور پر قرآن شریف حضرت مسیح کی وفات کو بیان کرتا ہے۔ پس جب کہ قرآن کریم سے حضرت مسیح کی وفات ثابت ہے۔ تو کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ وہی مسیح دوبارہ دنیا میں آسکے۔ ہاں احادیث میں مسیح کے آنے کا ذکر ہے۔ لیکن اس کے متعلق ضروری ہے۔ کہ ہم مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھیں۔ اول یہ کہ احادیث کے وہی معنی کریں۔ جو قرآن کریم کے مطابق ہوں۔ نہ کہ اس کے خلاف یہ بات تو صاف ہی ہے۔ کہ اگر کوئی حدیث اپنے مفہوم کے لحاظ محکمات قرآن کے خلاف ہو۔ تو قرآن کریم سے تمسک کرنا مقدم ہے۔ کیونکہ حدیث کا مرتبہ کسی طرح بھی قرآن شریف کے مساوی نہیں ہو سکتا۔ حدیثوں کی نسبت ایسے احتمالات ہو سکتے ہیں جو ان کی صحت اور درستی کو معرض خطر میں ڈال دیں۔ لیکن قرآن کریم کی نسبت اس قسم کا خیال کرنا بھی معصیت اور کفر ہے پس بہرحال ہر ایک مسلمان کو قرآن شریف کو احادیث پر مقدم کرنا پڑیگا۔ اور قرآن شریف جب وفات مسیح کی تصدیق کر رہا ہے۔ تو اگر کوئی حدیث ایسی بھی ہے جو اسی مسیح کی آمد کو ظاہر کرتی ہے۔ تو اس کو قبول نہیں کیا جائیگا

دوم۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی پیشینگوئیاں بھی موجود ہیں۔ جن میں استعارہ سے کلام کیا گیا ہے مثلاً یہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا۔ کہ تم میں سے پہلے وہ فوت ہوگی جس کے لمبے ہاتھ ہیں۔ اس سے یہی سمجھا گیا۔ کہ درحقیقت وہی پہلے وفات پائیگی۔ جن کے ظاہرہ طور پر ہاتھ لمبے ہیں چنانچہ اسی وقت آنحضرت صلعم کی ازواج نے اپنے ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے۔ لیکن جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ تو حقیقت کھلی۔ کہ لمبے ہاتھ سے مراد سخاوت کرنے والی تھی حالانکہ ناپنے سے ہاتھ لمبے حضرت سودہ رضہ کے نکلے تھے۔ اس حدیث سے دو باتوں کا پتہ لگتا ہے۔ ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کلام میں استعارہ استعمال فرماتے تھے۔ دوم یہ کہ اس قسم کی کلام کا صحیح مطلب اس وقت تک معلوم نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ وقوع پذیر نہ ہو جائے کیونکہ اگر اسی وقت اس کا صحیح علم ہو سکتا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو جبکہ وہ آپکے سامنے اپنے ہاتھوں کی لمبائی ناپ رہی تھیں کیوں نہ روک دیا۔ اور کیوں نہ فرما دیا۔ کہ اس کہنے سے میری مراد ان ہاتھوں کا لمبا ہونا نہیں بلکہ جود و سخا ہے۔ ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے آسانی سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کے متعلق جو احادیث ہیں۔ ان میں بھی استعاروں کا استعمال کیا گیا ہے۔ اور ان استعاروں کا حل پیشتر اس کے کہ حضرت مسیح موعود مبعوث ہوتے۔ ناممکن تھا۔ اب جبکہ حضرت مسیح موعودؑ مبعوث ہو گئے ہیں تو ان احادیث کا وہی مطلب ہے جو آپ بیان فرما کر واقعات چسپاں کر کے دکھلا رہے ہیں۔ نہ کہ وہ جو ظاہری الفاظ سے نکلتا ہے۔ کیونکہ استعاروں میں کبھی ظاہری الفاظ کے معانی اور مفہوم مراد نہیں لئے جاتے پھر جبکہ ایسی احادیث بھی موجود ہیں۔ جو مسیح ناصری کی آمد کے صریح خلاف ہیں تو اس صورت میں پہلی قسم کی حدیثوں کے ظاہری الفاظ پر اعتبار کرنا اور بھی فاش غلطی ہے۔ مثلاً بخاری کی حدیث اماکم منکم ظاہر کرتی ہے۔ کہ وہ تم ہی سے (مسلمانوں میں سے) ہی تمہارا امام ہوگا۔ یہ بات تو ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح ناصری ہم میں سے نہیں ہیں۔ پھر وہ ہمارا امام ہم میں سے ہی کس طرح کہلا سکتے ہیں۔؟ تو اس طرح کی حدیثیں اور قرآن شریف کی آیات بتا رہی ہیں۔ کہ آنے والا مسیح موعود ناصری نہیں۔ اور نہ وہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ مسلمانوں میں سے ہوگا ॰

ہٹ سکتا ہے۔ اگر وہ دونو جو جنہیں خدا نے ایک دوسرے کا لباس بنایا ہے اس کا ہمیشہ خیال رکھیں کہ ذرا سی کوتاہی اور بے اعتنائی کے سبب آپس کی خوشنودی یا لطفِ زندگی میں فرق آگیا تو خانہ داری کے بکھیڑوں کی ساری دردسری اکارت جائیگی بس ان کاموں کا سب سے پہلے فکر رکھیں جنہیں خاص اپنے رفیق زندگی کی ضروریات یا فرمائشات کے ساتھ تعلق ہو۔ میاں یا بیوی اپنی خوشی بطیب خاطر انتظام خانہ داری کے خواہ پہاڑ بھی ڈھو کر رکھدے حتیٰ کہ اپنی جان تک ہلکان کر دے مگر شوہر یا زوجہ کا بتلایا ہوا اک ذرا سا کام کرنے میں سستی اور ٹال کر جائے تو آپس میں ضرور تلخی و بدمزگی پیدا ہوگی۔ اور اگر طرفین میں ایسی ہی عادات پختہ ہو جائیں تو انجام کار خانہ بربادی میں کیا شک ہے پس حتی الوسع اول تو ایسے موقع ہی نہ آئیں کہ میاں کی غفلت سے بیوی کو یا بیوی کی غفلت سے میاں کو بتقاضائے بشریت آزردگی اور اسکے جواب میں دوسری جانب سے بھی کوئی دل آزاری کا قول یا فعل سرزد ہو۔ لیکن جب ایک طرف سے اتفاقاً فروگذاشت ہو چکی تو پھر چاہیئے کہ طرف ثانی صبر و تحمل کو ہاتھ سے نہ جانے دے ورنہ باہمدگر لباس (یعنی پردہ پوش۔ موجب راحت اور بسبب زینت) ہونیکی حالت قائم نہ رہ سکیگی کون غیرتمند مسلمان اور خاصکر احمدی ایسا ہوگا۔ جو بے لباس (ننگا) ہونا پسند و گوارا کرے ॰

دعوۃ الی الخیر

پاک پٹن میں عرس باوا فرید اور احمدیت کی تبلیغ

سیدی حضرت خلیفۃ المسیح موعود المہدی مسعود دام ظلکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۱) ڈاکٹر محمد رشید صاحب متوطن راہوں ضلع جالندھر جو احقر کے ہموطن ہیں۔ آج کل شاہ نواز ڈسپنسری میں متعین ہیں۔ اور باوا صاحب کے عرس پر انکو بھی لگایا گیا تھا۔ اس لئے صاحب موصوف ۷/۱۱/۱۵ کی شام کو تشریف لے آئے تھے۔ اور بوجہ ہموطنی احقر کے مہمان ہوئے۔ مکرم چوہدری غلام احمد خان صاحب کو تبلیغ کے لئے عرض کیا گیا۔ اس پر چودھری صاحب ۹/۱۱/۱۵ کی رات کو تشریف لائے۔ اور دو گھنٹہ تک مختلف مسائل پر تقریر فرمائی خصوصاً مسئلہ وفات مسیح علیہ السلام کو کئی طرح سے ان کے ذہن نشین کرایا۔ عصر ٹیچنگز آف اسلام انہیں پڑھنے کے لئے دیگئی

(۲) بعد ازاں احقر نے اردو ایڈیشن بھی حسب خواہش دیا جس کو انہوں نے خوب غور سے مطالعہ کیا۔ خواجہ عبد الرحمن صاحب۔ ایڈیشنل ڈپٹی سنیٹری کمشنر کو چودھری صاحب موصوف ان کے قیام گاہ پر جا کر ملے۔ اور نمونہ ترجمۃ القرآن انگریزی دکھایا۔ نمونہ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ بہت عمدہ کام ہے۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ میں **انجمن ترقی اسلام** سے واقف ہوں۔ وہ بہت اچھا کام کر رہی ہے۔ اس کے بعد خود ہی فرمایا۔ کہ اب آپ کیا چاہتے ہیں چودھری صاحب نے فرمایا۔ کہ میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ آپ اس کے خریدار بنیں صاحب ممدوح نے بڑی خوشی سے فرمایا۔ کہ میرے نام وی پی آجاوے۔ مجھے اس کا خریدنا منظور ہے خواجہ صاحب موصوف بڑے خوش اخلاق ہیں۔

(۳) شب درمیانی ۱۴/۱۵ نومبر جبکہ دروازہ بہشتی کھلا اور لوگ گذرنے کے لئے ایک میدان میں جمع تھے اور پولیس سرگرم انتظام تھی۔ عین اس وقت فضل الٰہی سے ہمارے چودھری صاحب۔ اور مولوی عطا محمد صاحب انسپکٹر ورکس ریلوے پاکپٹن اس میدان میں لوگوں کو تبلیغ کرتے رہے۔ لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلہ سے آگاہ کیا۔ اس موقعہ پر ایک شخص ساکن قصور نے ہمارے احمدی مبلغ کو سخت الفاظ سے بھی یاد کیا۔ اور عوام کو بھڑکانے کی کوشش کرتا رہا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت رہی۔

(۴) ۱۴/۱۱/۱۵ بروز اتوار دو تین پادری بشمار ٹریکٹ تقسیم کرتے ہوتے آئے۔ اور چودھری صاحب موصوف کے مکان کے سامنے بیٹھکر تقسیم کرنے لگے۔ اسی وقت چودھری صاحب نے ان سے کچھ گفتگو کرنی شروع کی اس پر پادری صاحبان نے زک اٹھائی پھر احقر اور مولوی صاحب موصوف سے ایک مجمع کثیر کے روبرو مباحثہ ہوتا رہا۔ آخر کار عیسائی صاحبان کو اپنی غلطی کا اقرار کرنا پڑا۔ گو اپنی ضد اور ہٹ کی وجہ سے زبانی ہمیں غلطی پر کہتے گئے۔ مگر عوام پر جو اثر ہوا۔ اور ان کے موہوں پر جو ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ ان سے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا کا نظارہ نظر آرہا تھا دوران گفتگو میں مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی سے اک نشان ہوا آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد۔ بڑے زور آواز میں اور خوش الحانی سے سنائی۔ کہ بہت لوگ سنکر سبحان اللہ کہتے تھے آخر میں ایک سکھ صاحب آکر پادری سے کہنے لگے۔ کہ تم کہ دو۔ کہ ہم نے تو تنخواہ لینی ہے۔ اس کے بعد پادری صاحبان خاموش ہو کر چلے گئے ۔

(۵) ۱۵/۱۱/۱۵ بوقت دن چوہدری صاحب و مولوی صاحب مختلف ڈیروں پر بغرض تبلیغ گئے۔ قاری سلیمان شاہ کو سوتے ہوئے پایا۔ ملک محمد دین صاحب ایڈیٹر رسالہ صوفی کو ترجمۃ القرآن انگریزی کا خریدار بنایا۔ بعد ازاں بمعیت شیخ حسین بخش صاحب صدر قانونگو ہم ..... کے پاس ترجمۃ القرآن کا خریدار بنانے کے لئے گئے۔ لیکن ان سے جاتے ہی مباحثہ ہو گیا۔ اور وہ دہریہ بن بیٹھے۔ اللہ سے انکار کیا۔ مگر شکر ہے۔ کہ روبرو تحصیلدار صاحب (سکھ) و نائب تحصیلدار صاحب (عیسائی) مباحثہ ہوا۔ اور ان کو بھی خوب تبلیغ کرنیکا موقع مل گیا۔ اور انہیں لاجواب کیا گیا۔ فالحمد للہ۔

(۶) ۱۵/۱۱/۱۵ کی شام کو ایک دیوبندی تعلیم یافتہ مولوی فاضل احمدی علی صاحب سے چوہدری صاحب نے مسئلہ وفات مسیح پر چند باتیں کہیں جن میں مولوی صاحب کے اعتراض کے جواب دیئے۔ اور مولوی صاحب کو اس سے پہلے بھی چودھری صاحب نے تبلیغ کی ہوئی تھی اس پر مولوی صاحب وفات مسیح کے دل سے قائل ہیں۔

(۷) ۱۶/۱۱/۱۵ کی رات کو چودھری صاحب نے ڈاکٹر محمد رشید صاحب اور چند اور احباب کو دعوت دی۔ ڈاکٹر صاحب نے کھانے سے پہلے کشتی نوح قریباً ۴۰ صفحے تک خود پڑھکر سنائی اور حسب الایماء ڈاکٹر صاحب کو احقر نے مندرجہ ذیل کتب مطالعہ کے لئے دیں۔ فتح اسلام۔ توضیح المرام۔ ازالہ اوہام ہر دو حصہ۔ تریاق القلوب۔ تحفہ گولڑویہ۔ نزول مسیح وغیرہ

(۸) ۱۵/۱۱/۱۵ کی رات کو دو مولوی صاحبان سے بندہ نے دریافت کیا۔ کہ (فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون) میں اللہ تعالیٰ نے سب کو رکھا ہے۔ یا کسی کو مستثنیٰ بھی کیا ہے۔ کہنے لگے۔ حکم عام ہے۔ پھر میں نے کہا۔ کہ اگر کوئی یہ کہے کہ فلاں شخص بیس برس زمین پر زندہ رہا۔ اور اٹھارہ سو برس آسمان پر اور چالیس پچاس برس پھر زمین پر آکر رہا۔ تو ہم اس آیت شریف کے ماتحت اس کی بات کو تسلیم کر لیں۔ یا انکار کر دیں۔ کہنے لگے انکار کرنا پڑیگا۔ اس پر میں نے کہا۔ اچھا۔ تو پھر حضرت عیسےٰ کو لوگ انیس سو سال سے آسمان پر زندہ مانتے ہیں آپ کا کیا خیال ہے۔ اس پر کچھ جواب نہ دے سکے۔ اس پر اخویم محمد یار صاحب بہت خوش ہوئے۔ کہ یہ عجیب طرز مباحثہ ہے۔ اور بھی کئی جگہ تبلیغ کی گئی۔ فالحمد للہ

خاکسار نیاز محمد احمدی کمپونڈر پاک پٹن و محاسب انجمن احمدیہ

انگلستان میں سلسلۂ احمدیہ کی ترقی

افضال الٰہی کا نزول

چار اور نئے احمدی ہوئے

الله تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ دانایان فرنگ کی اسی سرزمین میں جہاں خدا تعالیٰ کے عظیم الشان مامور مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا نام بھی زبان پر لانا سم قاتل بتلایا جاتا تھا سعید روحیں یکے بعد دیگرے قبول حق سے اس امر کا جیتا جاگتا ثبوت دے رہی ہیں کہ نبی کریم صلے الله علیہ وسلم نے ارض مغرب میں طلوع آفتاب صداقت (اسلام) کی جو خبر دی تھی اس کا ظہور آہستہ آہستہ ہونے لگا ہے۔ اور انشاء الله وہ وقت آرہا ہے کہ زندہ دیندار۔ اقبال مند و کامگار قوموں کے خطۂ سعادت آثار میں

یدخلون فی دین الله افواجا

کا نظارہ دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھیگی۔

اخویم مکرم قاضی محمد عبدالله صاحب احمدی مبلغ اسلام اپنی چٹھی مورخہ ۲۸۔ اکتوبر (بحضور اعلیحضرت خلیفۃ المسیح و المہدی ایدہ الله بنصرہ) میں جن چار شخصوں کے حال میں احمدی مسلمان بننے کی خوشخبری سناتے ہیں ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:

(۱) مس حمیدہ سٹروڈ صاحبہ۔
(۲) جے سٹروڈ صاحب۔
(۳) ایس بشیر کوریو صاحب۔
(۴) مسز وایولٹ میری کراکسفورڈ۔

ان چاروں معزز نو مسلم احمدیوں کے پرشدہ فارم ہائے بیعت حضرت اقدس ایدہ الله کی خدمت میں پہنچ گئے ہیں اور حضور سے دعا کی درخواست کی گئی ہے کہ الله تعالیٰ انہیں اخلاص واستقامت عطا فرمائے اور ایمان و عقیدہ و دین۔ روز افزوں ترقی دے آمین۔ ان چار کے علاوہ ایک اور نوجوان نے اپنی بیعت کے فارم پر خانہ پری و دستخط کر کے علیحدہ بھی براہ راست بارگاہ خلافت میں ارسال کر دیا ہے۔ اور اس مژدۂ جانفزا میں مسرت کا ایک خاص پہلو یہ ہے کہ نومسلموں کے دلوں میں دوسروں کو بھی داخل سلسلہ حقہ کرنے کا بڑا جوش وشوق ہے۔ (اللھم زد) فالحمد لله علے احسانہ۔

مسز کراکسفورڈ صاحبہ نے اپنے اسلامی نام کیواسطے لکھا تھا چودھری صاحب نے ان کا سلیمہ رکھا ہے جس کو خاتون موصوفہ نے بہت پسند کیا۔ اور ان کے خطوں سے اسلام کے ساتھ گہری محبت پائی جاتی ہے۔ وہ اس کوشش میں ہیں کہ ان کی لڑکی مس۔ سریج بھی اسلامی طریق پر تربیت پائے اور مسلمان بنے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ علیہ الصلوۃ والسلام کی نظموں کو انگریزی میں ترجمہ شدہ دیکھنے کا ان خاتون کو بڑا شوق ہے۔

مسٹر کوریو صاحب نے ہمارے معزز مبلغوں کو بغرض ملاقات بلا بھیجا تھا۔ چنانچہ دو نو مکرم بھائی مسٹر موصوف کے ہاں تشریف لیگئے اور انکو بہت سادہ مزاج اور مخلص محب اسلام پایا۔ الحمد لله۔

گزشتہ اشاعت میں ذکر تھا کہ سکاٹلینڈ میں ایک شخص دانی ایرچ اسکندر نامی انجمن موسومہ سینٹرنز آف دی ورلڈ کا بانی ہے جس کی یہ خواہش ہے کہ جنگ بالکل بند کر دی جائے اور دنیا میں امن وامان قائم ہو جائے۔ اس نے چودھری صاحب کو بلا بھیجا ہے اور آمد ورفت کا سفر خرچ اپنے پاس سے اٹھانے کا وعدہ کیا ہے چودھری صاحب کو اس غرض کے لئے ٹریکٹ بعنوان "مسیح آف پیس" (پیام امن) کی بہت سی کاپیوں کی ضرورت ہے امید ہے کہ انشاء الله دفتر **ترقی اسلام** سے بھیجدی جائینگی۔

اخویم قاضی عبدالله صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ نومبر اور دسمبر میں چودھری صاحب کے مفصلہ ذیل لیکچر ہونے تھے:۔

(۱) ۶۔ نومبر کو سوتھ سی میں۔ مذہبی دنیا میں انقلاب
(۲) ۷۔ نومبر " " " قرآن مجید کا ( )
(۳) ۲۲ نومبر " " " عربی علم اللسان
(۴) ۵۔ دسمبر کو۔ سوتھ سی۔ میں۔ اسلام اور موجودہ محاربہ عظیمہ

ان کے علاوہ ۸ دسمبر سے ۱۲۔ دسمبر تک برمنگھم میں لیکچر ہونے ہیں۔ الله تعالیٰ اس سلسلہ تبلیغ کو بار آور اور بابرکت کرے اور ہمارے مبلغوں کی ساعی مشکور ہوں۔

دوسری چٹھی مورخہ ۴۔ نومبر میں قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ مختلف اشخاص کے ساتھ بذریعہ خطوط تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ بعض خطوں کے اقتباسات بھی انہوں نے حضرت اقدس ایدہ کی خدمت میں بھیجے ہیں۔ جن سے زیر تبلیغ متلاشیان حق کے حالات و خیالات کا پتہ لگتا ہے ان کے ساتھ مسز کراکسفورڈ کے دو خط بھی پہنچے ہیں جنکا ترجمہ یا خلاصہ ہم انشاء الله آئندہ ہدیہ ناظرین کرینگے ان خطوط سے مسز موصوفہ کے جوش و اخلاص کا ثبوت ملتا ہے وہ کچھ عرصہ سے بیمار ہیں اسی لئے خود لیکچر میں حاضر نہ ہو سکنے کی معذرت کی اور لکھا ہے کہ اپنی لڑکی کو اپنے بجائے بغرض شمولیت بھیجدینگی۔

پھر لکھتے ہیں کہ لگاتار بارش اور شمالی ہوا چلنے سے سردی بڑھ گئی ہے۔ بعض دفعہ اس قدر کہر ہوتی ہے کہ کچھ نظر نہیں آتا۔ اور ہوا کی خنکی ایسی شدید ہے کہ باہر نہیں نکلا جاتا مگر انگلستان کے لوگوں کو بالکل معمولی معلوم ہوتی ہے۔ آخر میں لکھا ہے کہ فرانس سے خط آیا ہے سارے احمدی دوست خیر و عافیت سے ہیں اور دعا کے خواستگار۔

رپورٹ سالانہ انجمن احمدیہ سمبڑیال

(بابت ۱۹۱۵ء)

بسم الله الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم

انجمن احمدیہ سمبڑیال کا تعلق صدر انجمن ضلع سیالکوٹ سے ہے۔ اس لئے یہاں کی رپورٹ سیالکوٹ بھیجی جاتی رہی ہے لیکن ضلع سیالکوٹ کی باقاعدہ رپورٹ اراکین انجمن کی طرف سے کبھی بھی شائع نہیں ہوئی۔ چونکہ سمبڑیال کی چھوٹی سی انجمن ہے اور اس کے ممبر بھی قلیل اور غریب ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے سلسلہ کی خدمت سے اکثر احباب محبت رکھتے ہیں باوجود سال میں آٹھ دس مہینہ سفر میں رہتے

گے پھر بھی چندہ وغیرہ میں معقول حصہ لیتے ہیں اس لئے مناسب سمجھکر سال حال کی رپورٹ دار الامان ارسال ہو۔ اس انجمن کے قریباً سب ممبر سفر میں رہتے ہیں جولائی سے ستمبر تک ابھی دونوں میں گھر آتے ہیں اور سفر میں بھی تبلیغ سلسلہ بفضل خدا کرتے رہتے ہیں۔ اس انجمن کے سرگرم ممبر جو انجمن کے محاسب بھی ہیں اخویم حسن محمد خان صاحب ہیں۔ آپ بڑی سرگرمی سے تبلیغ کیا کرتے ہیں آپ کو اکثر غیر احمدیوں اور عیسائیوں سے مباحثہ کرنا پڑتا ہے۔ آپ ضلع خاندیس وملک گجرات میں تجارت کرتے ہیں وہاں پر خوب تبلیغ کرتے رہتے ہیں اور چندہ بھی سرگرمی سے وصول کرتے ہیں دوسرے اخویم فیروز الدین صاحب ساہو والا کے ہیں آپ کو سلسلہ سے بہت محبت ہے اور آپ کا بہت خیال رہتا ہے کہ اپنے قصبہ و دیگر مقامات میں جہاں تک ہو مسیح موعود کی منادی کرائی جاوے پھر ان کے بھائی سردار خان ہیں جو شہر بڑودہ میں تجارت کرتے ہیں آپ بھی ماشاء اللہ سلسلہ سے دلی محبت رکھتے ہیں۔ پھر ہمارے عزیز بھائی میاں اللہ رکھا صاحب ہیں جو بفضل خدا چندہ بڑے اخلاص سے اور ہمت سے بڑھکر ادا کرتے ہیں اور حتی المقدور تبلیغ بھی فرمایا کرتے ہیں اس سال چونکہ سمبڑیال میں غیر احمدیوں نے غیر معمولی طور پر سخت مخالفت کی جس کے ضمن میں ہمارے مکرم بھائی کی بھی سخت مخالفت ہوئی اس لئے آپ کو محض توکلاً علی اللہ غیر احمدی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا پڑا۔ جن کے ذریعہ آپکا روزگار تھا۔ اب ایک بہت تھوڑی رقم انجمن سے لیکر خدا کے بھروسہ پر سفر میں نکل پڑے ہیں خدا آپکو استقامت بخشے اور آپکے روزگار میں ترقی بخشے ہاں سخت ناانصافی ہوگی اگر میں میاں محمد قاسم صاحب احمدی زرگر کا ذکر نہ کروں آپ بھی اپنے گاؤں بیگو والہ میں جو سمبڑیال سے قریب ہے تبلیغ حق کرتے ہیں خداتعالےٰ آپ کو عمل صالح اور دین کی حمایت کی توفیق بخشے دوسرے ممبر منشی تاج الدین ثانی نواب دین احمدی منشی اللہ رکھا صاحب بھی سفر میں پھرتے ہیں جو اپنے مقدور کے موافق خدا کے مسیح کا نام دنیا میں پہونچاتے رہتے

خاکسار بھی خدا کے فضل سے جہاں تک طاقت میں ہو زبانی اور اشتہارات وغیرہ کے ذریعہ تبلیغ سلسلہ کرتا رہتا ہے اور اکثر اشتہارات جو نئے چھپتے ہیں منگوا کر تقسیم کرتا رہتا ہے۔

اس سال انجمن احمدیہ سمبڑیال کی طرف سے ایک رسالہ مسیح موعودؑ نام کا جو ۴۲ صفحہ پر چھپا ۵۰۰ کی تعداد میں چھپوا کر مفت شائع کیا گیا۔ اور لاہور کی ینگ مینز بک ڈپو رسالہ تشحیذ جون ۱۵ء و انجمن ترقی اسلام کے اشتہارات منگوا کر تقسیم کئے گئے اور سال میں ایک رسالہ انگریزی ریویو آف ریلیجنز یورپ میں جاری کرایا گیا۔

مبلغ [illegible] انجمن کی طرف سے اس سال اخراجات جلسہ کے لئے دار الامان بھیجے ہیں اور [illegible] خطبہ حضرت فضل عمر جس میں خواجہ صاحب کی قسم کا جواب اور منکرین خلافت کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے جس سے مسیح موعودؑ کی شان نظر آتی ہے چھپوا کر مفت شائع کرنے کی تحریک میں بھیجا ہے باقی چندہ سال حال کی تفصیل ذیل ہے۔

حسب ذیل چندہ سال زیر رپورٹ میں معرفت سیالکوٹ دار الامان روانہ کیا گیا۔

لنگر	مدرسہ ہائی سکول	ترقی اسلام	تعمیر منارۃ المسیح
للعہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مدرسہ احمدیہ	زکوٰۃ	عید فنڈ	صدقۃ الفطر	قیمت کھال قربانی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

یتیمی
[illegible]

میزان [illegible]

ایک سو ساٹھ روپے سوا پندرہ آنے معرفت سیالکوٹ دار الامان روانہ کیا گیا۔

مقامی فنڈ سے براہ راست دار الامان رقم ذیل بھیجی گئیں۔

خرچ جلسہ سالانہ کیلئے [illegible] قیمت انگریزی ریویو سال حال جو یورپ کے لئے جاری کرایا [illegible]

بابت چھپوائی خطبہ [illegible] تعمیر منارۃ المسیح [illegible] ترقی اسلام [illegible]

اس کے علاوہ مبلغ [illegible] نقد ترقی اسلام میں بیگو والہ سے اخویم محمد قاسم صاحب احمدی و میاں لال دین صاحب احمدی بیگو والا نے براہ راست دار الامان روانہ کئے جو انجمن سمبڑیال میں ملحق ہے علاوہ اس کے مبلغ [illegible] نقد حضرت قبلہ نانا صاحب میر ناصر نواب صاحب مدظلہ کو دیئے گئے۔

امداد مساکین دیتامے [illegible] **میزان کل** [illegible]

اس سال سمبڑیال کے لوکل فنڈ میں قریباً ستر روپے آمد ہوئی اور خرچ [illegible] ہوا اور حسب ذیل وعظ ہوئے اول مفتی محمد صادق صاحب کو حضرت فضل عمر کے حکم سے تبلیغ کے لئے بلایا گیا جن کے ہمراہ مولوی نظام الدین صاحب بھی تھے چونکہ آپ کو جلدی حکم منصوری جانے کے لئے آگیا۔ اس لئے آپنے ایک وعظ فرمایا خوب تبلیغ کی باوجود مخالفین کی مخالفت کے تبلیغ حق کی گئی۔ آپکے بعد ستمبر ۱۵ء میں حضرت نانا صاحب تشریف لائے آپنے موثر اور نصیحت آمیز ایک وعظ مستورات میں کیا۔ پھر بعد اس کے قصبہ ساہو والا میں اخویم ڈاکٹر عبد اللہ صاحب دلکیسی نیٹر کی برات پر ساہو والا میں جناب حافظ غلام رسول صاحب کے تین وعظ تبلیغی ایک وعظ حضرت مولینا محمد فیض الدین صاحب سیالکوٹی کا ہوا خوب منادی کرا کر و قلمی اشتہارات لگا کر ساہو والہ ضلع سیالکوٹ میں تبلیغ کی گئی۔ یہ سب کام احمدیان قصبہ ساہو والہ کا بفضل خدا بغیر کسی انجمن کے خرچ کے اخویم فیروز الدین صاحب کی ہمت سے ہوا اللہ تعالیٰ آپکو اجر عظیم بخشے۔ مختصر سی دو تقریریں مگر مدلل۔ جناب میاں عبد العزیز صاحب لاہوری کی بھی ساہو والا میں ہوئیں ہدایت خداتعالےٰ کے اختیار ہے تبلیغ حق احباب کا کام ہے جو بفضل خدا ممبران انجمن احمدیہ سمبڑیال کرتے رہتے ہیں۔ ہاں انجمن احمدیہ سمبڑیال کے پریذیڈنٹ بابو الٰہی بخش صاحب اسٹیشن ماسٹر ہیں جو آجکل اردلی ریاست بہاولپور میں ملازم ہیں آپ نہایت مخلص و متقی ہیں۔ خداتعالےٰ آپ کی نصرت فرماوے والسلام

رپورٹر سراج الدین احمدی عفی اللہ عنہ سیکرٹری انجمن احمدیہ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ حال مقیم سرسہ ضلع الٰہ آباد۔ ۲۰ نومبر

جن احباب نے ابھی تک چندہ اخبار ارسال نہیں فرمایا جلد توجہ فرمائیں۔ (مینیجر)

احباب جو اس میں شامل ہونگے۔ انکو اللہ کریم کے ہاں سے اجر عظیم ملیگا۔ پس اس بنا پر بذریعہ اعلان ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ احباب بہت جلد اس رقم کو پورا کریں۔ کیونکہ کام شروع ہو چکا ہے امید کی جاتی ہے کہ احباب اس تحریک کو پڑھکر زیادہ سے زیادہ دسمبر کے پہلے ہفتہ تک اس رقم کو پورا کرینگے۔ تاکہ کام جلسہ سے قبل ختم ہو جاوے۔ اور احباب جلسہ پر تشریف لاکر منارہ کو تیار و مکمل دیکھیں۔ کیونکہ حضرت صاحب کا منشا قبل جلسہ کام ختم کرنے کا ہے اور اسواسطے روپیہ کی بہت ضرورت ہے۔ اور یہ ہمارے دوستوں کو علم ہے کہ حضرت صاحب ترجمۃ القرآن کے ضروری کام میں مصروف ہیں اور اس قدر کام کرتے ہیں کہ علاوہ دن بھر کے کام کے آدھی آدھی رات تک مصروف رہتے ہیں ادھر منارہ کی رقم کا خیال ہے۔ کیا احباب حضرت صاحب کو منارہ کے چندہ کی فکر سے بہت جلد سبکدوش نہ فرمائینگے؟ منارہ کا چندہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی خصل عمر کی خدمت میں قادیان روانہ کیا جاوے۔ والسلام

خلیفہ رشید الدین

تقسیم جنگ۔ ایران کے وزیر خارجہ نے حال میں ایسے احکام نافذ کئے ہیں جن سے اعدائے سلطنت کی چالاکیوں کا بہت کچھ خاتمہ ہو جائے گا۔ سرکاری حلقوں میں یہ خواہش بھی ظاہر کیجارہی ہے کہ برطانیہ و روس کے ساتھ دوستانہ تعلقات کی تجدید ہو جائے۔ وزیر ہند بہادر کا تار دیا گیا ہے کہ آسٹریا و جرمنی افواج اب تمام سربیا قدیم پر قابض ہیں جرمن نووی بازار اور مشقر پر متصرف ہیں نش سے ۲ میل جنوب میں سربیوں

تازہ خبریں

مناستر کے نواح میں ۲ نومبر کو ایک لڑائی شروع ہوئی اگلے دن سرویوں نے بلغاریوں کو ۸ کیلو میٹر تک بھگا دیا و ۳ ہزار بلغاری مارے گئے بلقان میں اٹلی کے شریک جنگ ہونیکی عنقریب توقع کیجاتی ہے۔ دول متحدہ کا ساتھ دیگا۔ سرویون نے کیپر دلو لائن پر پھر قبضہ کرلیا ہے اور درہ کی محافظ فوج کو کمک پہنچانیکے لئے بابونا کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ سرویوں کی عام حالت ابھی تک اندیشناک ہے مگر یہ اب بھی ممکن ہے کہ ان کی بڑی جمعیت جنوب کی طرف صحیح سلامت لوٹ سکے۔ سلانیک میں آئے ہوئے سرویوں کا بیان ہے کہ گورنمنٹ سرویہ پریزرنڈ سے جلدی ہی ڈیبرا کے رستے مناستر میں پہنچ جائیگی۔ ۲۳ نومبر کی تارخبر ہے کہ اطالوی محاذ پر بمقام آئسونز دبرمی خونریز دست بدست لڑائی ہوئی جس کے بعد آسٹروی پسپا ہوئے بہت سے ہلاک کیے گئے اور ۸۹ گرفتار

فہرست نومبائعین

بابت ماہ نومبر

محمد اسمٰعیل خان۔	بریما	اہلیہ قطب الدین	جالندہر
احمد نمبردار۔	جھنگ	خالہ صاحبہ خدابخش۔	لائل پور
محمد حسن خان۔	فیروزپور	بنت حنیف خان۔	حیدرآباد دکن
والدہ صاحبہ ملک چراغدین صاحب۔	سیالکوٹ	سومن خان	
مرید حسین۔	ملتان	غلام محمد	لاہور
مسماۃ بختاور صاحبہ۔	راولپنڈی	اہلیہ عبدالرحمٰن	〃
وزیر محمد خان۔	عثمان آباد	محمد دین	〃
والدہ 〃	〃	رکا	جالندہر
والد 〃	〃	اہلیہ عطا محمد	〃
محمد ظہور۔	پٹیالہ	منشی عطا محمد	لدھیانہ
محمد اکرم	〃	سید سرور شاہ	پشاور
اہلیہ الٰہی بخش۔	فیروزپور	پی محی الدین	مالابار

قطب الدین۔ جالندہر

ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

برادر عبداللہ مہاجر کوئی مولوی نہیں واعظ نہیں۔ مگر اخلاص اور ہمت ضرور رکھتا ہے۔ چند دن ہوئے وہ اپنے وطن گیا تو مفصلہ ذیل لوگ اس کے ذریعہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اسی طرح اگر دوسرے بھائی بھی کوشش کریں۔ تو کیوں اعلیٰ نتائج برآمد نہ ہوں فہرست یہ ہے:۔

خاندان نمبر ۱۔ راجپوت کھوکھر۔ زمینداری پیشہ۔

راجہ فضل ولد نواب ضلع گجرات	بھاگ بھری دختر عالم خان ضلع گجرات
سلطان خان ولد راجہ فضل 〃	خاندان نمبر (۲) کشمیری ہیں
عالم خان 〃 〃	احسان ولد شیر 〃 ضلع گجرات
خدابخش 〃 〃	فضلان بی بی اہلیہ احسان 〃
راج بی بی اہلیہ سلطان خان 〃	اسمٰعیل ولد 〃 〃
بہشت بی بی 〃 عالم خان 〃	فضل دین ولد امام بخش موچی 〃
مہری 〃 خدابخش 〃	باقی آدمی جو متاثر ہوئے انہیں
زینت بی بی دختر فضل 〃	سے بعض ابھی تک تحقیق کر رہے ہیں۔
حاکم بی بی 〃 〃 〃	ستار خان ولد فضل خان کھوکھر گجرات
مرزا بی بی 〃 〃 〃	غلام فاطمہ دختر ستار خان 〃
بیگم بی بی 〃 سلطان خان 〃	راج بی بی۔ 〃 〃 〃
محمود خان ولد 〃 〃	
سجادہ بیگم دختر عالم خان 〃	

میزان ۲۴

اشتہار چندہ منارۃ المسیح علیہ السلام

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان برمنار بلند تر محکم افتاد

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

مندرجہ بالا الہام براہین احمدیہ میں شائع ہو چکا ہے۔ جسے ایک تہائی صدی گذر چکی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منارہ کا طیار کرنا مسجد اقصیٰ میں تجویز فرمایا اور حضور کے زمانہ مبارک میں کام شروع ہو کر منارہ زمین سے کچھ اوپر آیا تھا۔ کہ اس سے آگے نہیں ہو سکا کیونکہ مشیت ایزدی اسی میں تھی۔ ہر ایک کام کیواسطے ایک وقت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں منارۃ المسیح کے تکمیل تک پہونچنے کا وقت حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ ثانی فضل عمر کا زمانہ تھا۔ اب حضرت صاحب جن کا یہ زمانہ خاص ترقیات کا بابرکت وقت ہے جس میں اشاعت اسلام یعنی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ چار دانگ عالم میں ہو رہی ہے۔ اور قرآن کریم کا ترجمہ پاک بھی ہو رہا ہے۔ علاوہ ازیں اور جو کام اس جگہ ہو رہے ہیں۔ ان کا بیان کرنا اس اعلان میں مدنظر نہیں ہے۔ بلکہ صرف تعمیر منارۃ المسیح کے شروع ہونے کی خوشخبری دینا ہے۔ چنانچہ یہ مبارک کام شروع ہو گیا ہے۔ اور خدا کے فضل و کرم سے بسرعت ہو رہا ہے حضرت صاحب ایدہ اللہ کا منشا ہے۔ کہ ابکے اسے مکمل ہی کر دیا جاوے۔ منارہ کو اسی وقت تکمیل تک پہنچانا منجملہ اور وجوہات کے ایک یہ وجہ بھی رکھتا ہے کہ اصول انجینئر کے رو سے کام کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے مکمل کرنا نقصان دہ ہوتا ہے۔ یعنی اگر ایک منزل طیار کر کے کام چھوڑ دیا جائے اور پھر کچھ عرصہ کے بعد چھ ماہ یا سال بعد دوسری منزل کے لئے کام شروع کیا جاوے۔ تو اس صورت میں ایک تو دوبارہ کام شروع کرنے کے واسطے خرچ زیادہ کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ دوبارہ اجراکام کے واسطے ہر ایک قسم کا سامان از سر نو مہیا کیا جاتا ہے دوسرے کام میں نقص رہ کر عمارت خام طیار ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک عرصہ تک کام بند رکھکر دوبارہ جاری کرنے میں ایک جوڑ پڑ جاتا ہے۔ جو ایسے بلند تر کام کے واسطے بہت حرج کی بات ہے۔ پس اس بنا پر ضروری ہے۔ کہ اب کام کو شروع کر کے تکمیل تک ہی پونچا دیا جاوے۔ کیونکہ دوسری صورت میں کام ادھورا رکھنے کے علاوہ خامی بھی رہجاتی ہے۔ جو ٹھیک نہیں۔ ان دقتوں کی وجہ سے حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کا یہ منشا ہے کہ منارۃ المسیح کے کام کو اب بالکل تکمیل تک پونچا دیا جاوے اور کام کو اب تکمیل تک پونہچانے کے واسطے اندازاً چار ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ اس رقم کے فراہم ہونے کی ایک نہایت مبارک تجویز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کی تھی۔ کہ جو جو احباب منارہ کے واسطے مبلغ ایک ایک سو روپیہ چندہ دینگے ان کا نام منارہ پر کندہ کیا جاویگا۔ اور دوسرے